مشنری دنیا کی نظر میں مسلمان عورت☆

ایرک فریز

انیسویں صدی میں امریکہ اور برطانیہ سے ابھرنے والے پروٹسٹنٹ (Protestent) اداروں نے مختلف تحاریک شروع کیں۔ انھوں نے بیشتر اپنے مطالعے کا محور مشرقِ وسطیٰ اور خلیج کے ممالک کو بنایا، تاہم مسلمان عورتوں پر بھی بحث کی، کبھی کبھار تو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ مشرقی علوم کی بات ہو رہی ہے، یا (مسلمان) مردوں اور عورتوں کے تعلقات، اور اسلام کے اِن کے طرزِ زندگی پر اثرات جیسے موضوعات جانچے اور پرکھے جا رہے ہیں۔ بہ نظرِ عمیق دیکھا جائے تو یہ اپنی اس تحقیق کی آڑ میں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام مسلمان عورتوں کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اس کے پاس عورتوں کے لیے پابندی، جبر اور دُکھ بھری زندگی کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ ان مبلغات نے یہ راستہ اختیار کیا کہ مسلم معاشروں میں جس قدر بھی ظلم، زیادتی اور عدمِ رواداری ہے، اس کا سبب اسلام ہی ہے، کہتے ہیں:

> محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات پر تاریک ترین دھبہ یہ ہے کہ انھوں نے خواتین کے لیے کم تر مقام کا انتخاب کیا، اور قرآن کے اندر ایسی قانون سازی کی گئی جس سے عورتوں کا مقام کم تر ہوا[۱]۔

اس مطالعے میں مسیحی مبلغین کے شانہ بشانہ مسیحی مبلغات نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور اپنی تحقیق کو سچ ثابت کرنے کے لیے عقل و دلیل کے ہتھیاروں سے کام لیا۔ تاہم تاریخی واقعات کو بیان کرتے ہوئے انھوں نے عموماً جذباتی رنگ اختیار کر لیا ہے۔ چونکہ اِن مبلغات میں سے بیشتر کا تعلق اپنے معاشرے کے نچلے اور متوسط طبقے سے ہوتا ہے، لہٰذا انھوں نے مسلمانوں کے بھی ایسے ہی خاندانوں کو تلاش کر کے ان کا حال معلوم کیا۔ اور مختلف پہلوؤں سے ایسی درجنوں مثالیں حاصل کیں اور سینکڑوں واقعات کا از خود اضافہ کر دیا۔

☆Erik Freas, "Muslim Women in the Missionary World", *The Muslim World*, April 1998, PP. 141-164

(تلخیص: زبیدہ جبیں)

پچھلی اور موجودہ صدی میں مبلغین نے مسلمان عورتوں کی توجہ کھینچنے کے لیے مشترک تاریخی حوالوں کی تشریح پیش کرنی شروع کی۔ مثلاً یہ کہا جانے لگا کہ جس طرح (بائبل کے بیان کے مطابق) حضرت ہاجرہ کی بیٹیاں زنجیریں پہنے ہوتی ہیں، اسی طرح سے آپ مسلمان عورتیں اسلامی قوانین کی زنجیروں میں جکڑی ہوتی ہیں۔ ان مستشرقین نے اسلام کے مختلف قوانین سے متضاد اور منفی معنی اخذ کیے۔ اس کے لیے انہوں نے آنحضرتؐ کی زندگی، اسلام کی منفی تعلیمات، اور قرآن میں بیان کردہ جنت کے واقعات کو اپنے تجزیے کی دلیل بنایا ہے۔

مسیحی مبلغات چند پہلوؤں پر خصوصی گفتگو کر کے اپنے نقطۂ نظر کو واضح کرتی ہیں۔ ان نظریات کو چند نکات کے تحت درج کیا جارہا ہے:

خانگی امور

مسیحی مبلغات نے اس ضمن میں اپنے معاشرتی پس منظر اور تبدیلیوں کو مدنظر رکھا ہے۔ اور یہ تصور کیا ہے کہ مشرقی معاشروں میں بھی اسی طرز کی تبدیلیاں آنی چاہییں۔ آزادی نسواں کی تحریک ہو، عورت کے لیے طلاق کا حق ہو، ملازمت کے یکساں مواقع ہوں، یا آزاد جنسی رویے ہوں، مسلم معاشرے کی جڑ اکھاڑنے کے لیے اولین ہدف گھر، خانہ داری، اور نظامِ معاشرت ہے۔ وہ معاشی پس ماندگی، اور معاشرتی بے راہ روی کا الزام بھی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات پر عائد کرتے ہیں۔ اپنے اس نظریے کے لیے وہ یہ دلیل دیتے ہیں:

> محمدؐ کے ماننے والے تو یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ حقیقی گھر کیا ہوتا ہے، یا کیا ہوگا۔؟ اور یہ کہ ان کے گھر حسد، جھگڑے، مار پیٹ اور بدگوئی کے مرکز ہوتے ہیں[۲]۔

ان کا ایک مسلمان گھرانے کے بارے میں رویہ اس قدر جانبداری کا شکار ہوگیا کہ انہوں نے اس کے لیے یہ دلیل نکالی کہ عربی زبان میں گھر کے لیے 'بیت' کے علاوہ کوئی اور لفظ ہی مستعمل نہیں تو وہاں مسلمان ہمارے ہاں رائج HOME SWEET HOME کی شیرینی کیسے پائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ عورت کو 'ساتھی' اور 'مددگار' قرار نہیں دیتے۔ ان مبلغین نے مسلمانوں پر ترس کھایا ہے کہ وہ اپنی مرضی اور پسند کا جیون ساتھی بھی تلاش نہیں کرسکتے۔

تعلیم

اس شعبے میں مسیحی مشنری مبلغات نے سب سے زیادہ کام کیا ہے۔ انہوں نے اسلام میں عورتوں کی تعلیم میں دو چیزوں کو رکاوٹ جانا ہے۔ ایک تو مخلوط تعلیمی ماحول کا نہ ہونا، اور دوسرا بچپن کی شادیاں۔ مبلغات بڑے فخر سے اعلان کرتی ہیں کہ ہماری تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ مسیحی بیوی، مسیحی ماں اور گھر سنبھالنے والی تیار کی جائے، یہی وجہ ہے کہ امریکہ میں اور مشرق وسطیٰ کے مشن سکولوں میں لکھنے پڑھنے کے ساتھ ساتھ سلائی بُنائی اور بائبل کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ اور مبلغات کا یہ کہنا ہے کہ ہم تو اخلاقی تعلیم دیتے ہیں (گویا اسلام اِن چیزوں سے محروم ہے) اور اس تعلیم کی وجہ سے عورتیں محسوس کرتی ہیں کہ ہماری بھی ہستی ہے اور ہمارا بھی وجود (being) ہے۔

طلاق اور تعدد ازواج

مسیحی مبلغات نے ایسے سینکڑوں واقعات جمع کیے ہیں کہ جہاں انہوں نے مسلمان عورتوں کے یہ تاثرات نوٹ کیے کہ ہم اپنے شوہروں کی ناک کا بال بنے رہنے کی کوشش کرتی ہیں کہ کہیں ہمیں طلاق نہ ہو جائے۔ گویا طلاق اسلام میں ایک عام سی بات ہے، اور اس ضمن میں مسیحیت کی تعلیمات ہی قابلِ قدر ہیں۔ اور عورتوں کو مسیحیت اختیار کر کے ہی برابری اور احترام مل سکے گا۔ طلاق اور تعدد ازواج کے سبب عورتیں حسد، رقابت، لڑائی جھگڑے کا شکار رہتی ہیں جبکہ مسیحی عورتیں باہمی خوش دلانہ تعلقات قائم کیے رکھتی ہیں۔

تحریک اصلاح

مغرب اور بالخصوص امریکہ اور برطانیہ میں عورتوں کی اخلاقیات کا سب سے اہم نکتہ یہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ مردوں کی طرف سے زیادتی کی صورت میں بدلہ لیں۔ اسی طرح سے وہ ظلم اور غیر مساویانہ سلوک کا خاتمہ کر سکتی ہیں، اور اسی جدوجہد کے نتیجے میں انہیں امریکہ میں تعلیم، شہریت اور ملازمت کے زیادہ حقوق ملے۔ مبلغات نے اس ضمن میں بھی یہی سوچا اور تجویز پیش کی:

> مغربی ممالک میں جو حقوق عورتوں کو مل گئے ہیں، وہی مشرقی ممالک میں بھی ملنے چاہئیں[۳]۔

مردوں کی بالادستی

مسلمان مرد عموماً اپنی عورتوں کو مارتے پیٹتے اور ڈانٹتے رہتے ہیں۔ ان کی تذلیل کرتے ہیں۔ میرے نزدیک اِن مبلغات نے اس طرح کی مثالیں پیش کر کے دراصل اسلام کی درست نمائندگی نہیں کی۔

مسلمان مرد مغربی معاشرے کے بر خلاف محبت (romantic love) کے لفظ سے آشنا ہی نہیں ہوتے۔ مسلمان خاندان ایک ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں صرف مرد کا حکم چلتا ہے۔ ایک مبلغہ نے ایک مسلمان کے نزدیک عورت کے کردار کی یوں تصویر کشی کی ہے:

> غلام، بے عزتی، تحریص، خوف، بوجھ، راستے کی رکاوٹ، الزام، تمام نظاموں کے راستے میں بہت بڑا پتھر[۴]۔

حالانکہ یہ حقیقت کے خلاف بھی ہے اور مبالغہ بھی۔ مبلغات نے یہ نہ دیکھا کہ امریکہ میں (romantic love) کی آزادی کے سبب کیا مسائل ہیں۔

اِن عنوانات پر بات کرنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِن مسیحی عورتوں کی یہ تحریکیں اپنے ظاہر میں سیکولر اور اپنی روح میں مسیحی ہوتی ہیں۔ مغرب کے مادہ پرستانہ معاشرے نے جب احیائے مذہب کی تحریکوں کو رد کیا اور سیکولر چہرے میں بھی مذہب کو رد کر دیا، تو مبلغین اور مبلغات کے سامنے صرف ایک ہی راستہ رہ گیا کہ وہ مشرق کی عورتوں کو اپنے پیغام کا خوگر بنائیں۔ جو کام وہاں نہ ہو سکا، یہاں کر لیں۔ تاکہ گراف کو بڑھتا ہوا ہی دکھا سکیں۔

وہ اس حقیقت کو فراموش کر گئیں کہ مختلف تحریکوں کے ذریعے عورتوں کو گھر سے نکالنے، تعلیم، روزگار، رہائش، صحت، سفر اور قانونی معاملات کو بذاتِ خود حل کرنے کے سبب مغربی عورتوں کے مسائل دس گناہ زیادہ ہیں۔ اگر یہی فارمولا مشرق میں زیرِ استعمال رہا تو نہ مسیحیت آئے گی، نہ سیکولرزم بلکہ ایک منتشر قوم بن جائے گی۔

خلاصہ

''محقق یہ بھول جاتے ہیں کہ اُس مستشرق کا اپنا معاشرتی اور ثقافتی پس منظر کیا تھا جس نے مختلف امور کو تحریر کیا۔ مشرق کے حوالے سے سینکڑوں امور بالکل فراموش کر دیے جاتے ہیں۔ اور درجنوں ایسے امور شامل کر دیے جاتے ہیں جن کا اتنا اہم کردار نہیں ہوتا''۔

''میں نے اس مضمون میں صرف عورتوں کے عنوان کو زیرِ بحث رکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ادھر ادھر سے غیر مستند معلومات اکٹھی کرنے کی بجائے خانہ داری امور کے موضوع

(discourse of domesticity) پر زیادہ توجہ ہونی چاہیے۔ اس پہلو سے مرد کو صرف وحشت(bestiality) کا علم بردار بنا کر پیش کرنا بھی درست نہیں ہے۔ اس پر مزید مطالعے کی ضرورت ہے، اسی طرح یہ کہنا کہ ہر مسلم معاشرے میں ہر عورت غلامی کر رہی ہے، درست نہیں ہے"۔

حواشی

1- G.Y. Holliday, *A New Era for Muslim Women*, New York :Fleming H.Revel Company 1911

2- Annie Van Sommer and Samuel M. Zwemer, *Our Muslim Sisters, A Cry of Need,* New York:Fleming H. Revell Co 1907

3- Zwemer and Zwemer, *Muslim Women,* P.103

4- Mrs. Samuel M. Zwemer, *The Daughters of Hagar, A Plea for the Women of Arabia,* (New York:Woman's Board of Foreign Missions Reformed Church of America, 1901)